بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظام قضا کا قیام

اہمیت وضرورت

﴿شائع کردہ﴾

مرکزی دار القضاء کمیٹی

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A/1, Main Market, Okhla Vill. Jamia Nagar, New Delhi-25

TeleFax : 011-26322991

نام کتاب	:	نظام قضا کا قیام اہمیت وضرورت
مؤلف	:	مولانا عتیق احمد بستوی
ناشر	:	مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ دہلی
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تعداد صفحات	:	۱۶
قیمت	:	10/=

(ملنے کا پتہ)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

All India Muslim Personal Law Board

76A/1, Main Market, Okhla Village,

Jamia Nagar, New Delhi-110025

TeleFax : 011-26322991, E-mail : aimplboard@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظام قضا کا قیام

اہمیت وضرورت

انصاف قائم کرنا، حقوق کی حفاظت اور اسلامی شریعت کے احکام کی تنفیذ امت مسلمہ کا اہم ترین فریضہ ہے، اللہ کے اتارے ہوئے قانون کو زندگی میں نافذ کر کے ہی ہم قیام عدل کے فریضہ کو انجام دے سکتے ہیں اور مسلمانوں کی زندگی کو اسلامی اساس پر منظم کرسکتے ہیں، وہ مشینری جو اللہ کی شریعت کو انسانوں پر نافذ کرتی ہے اوران کے باہمی تنازعات کو خدا کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصل کرتی ہے شریعت کی اصطلاح میں اسے ”قضاء“ کہتے ہیں اور جو شخص اس منصب پر فائز ہو اسے ”قاضی“ کہتے ہیں۔

اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا انبیاء کرام، اہل اللہ اور علماء کا شعار رہا ہے، اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کے محافظ تھے۔

إنا أنزلنا التوراة فيها هدى	ہم نے نازل کی توریت کہ اس میں
ونور يحكم بها النبيون الذين	ہدایت اور روشنی ہے، اس کے مطابق حکم
أسلموا للذين هادوا	کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ
والربانيون والأحبار بما	کے یہود کو، اور حکم کرتے تھے اہل اللہ اور

استحفظوا من كتاب الله	علماء اس واسطے کہ وہ نگہباں ٹھہرائے گئے
وكانوا عليه شهداء، فلا	تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر
تخشوا الناس واخشون.	مقرر تھے، سوتم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ
(مائدہ۔۴۴)	سے ڈرو۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کو اس کا حکم دیا گیا۔

يا داؤد إنا جعلناك خليفة في	اے داؤد! ہم نے بنایا تجھے نائب ملک
الأرض فاحكم بين الناس	میں، پس فیصلہ کر لوگوں کے درمیان حق
بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك	کے ساتھ اور نہ چل خواہش نفس پر کہ وہ
عن سبيل الله (سورہ ص۔٢٦)	تجھکو بھٹکادے اللہ کے راستے سے۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی حکم دیا گیا کہ لوگوں کے باہمی نزاعات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے قانون کے ذریعہ کریں۔

وأنزلنا إليك الكتاب بالحق	اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی،
مصدقا لما بين يديه من	تصدیق کرنے والی سابق کتابوں کی، اور
الكتاب ومهيمنا عليه فاحكم	ان کے مضامین پر نگہبان سو تو حکم کر ان
بينهم بما أنزل الله ولا تتبع	کے درمیان، موافق اس کے۔ جو کہ اتارا
اهواء هم عما جاءك من	اللہ نے، اور ان کی خواہشات پر مت چل
الحق (مائدہ۔۴۸)	چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا۔

مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں اور اپنے باہمی نزاعات کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹائیں، اللہ تعالیٰ اور

آخرت پر ایمان کا یہی تقاضا ہے اور اسی میں خیر اور انجام کی خوبی ہے۔

يـا أيهـاالذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر مـنـكـم فـإن تنازعتم فی شیء فـردوه إلى اللـه والرسول إن كـنـتـم تـؤمـنـون بـالله واليوم الآخـر ذلك خيـر وأحسـن تاويلا (نساء-۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑا پڑے تم میں کسی امر میں تو اس کو لوٹاؤ اللہ اور رسول کی طرف، اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے، اور بہت بہتر ہے اس کام کا انجام۔

حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی شریعت کی اتباع کی جائے اور دوسروں کی خواہشات کی پیروی نہ کی جائے۔

ثم جـعـلناك على شريعة من الأمـر فـاتـبـعـهـا ولا تتبع اهواء الذين لا يعلمون (سورۃ الجاثیہ-۱۸)

پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک راستہ پر دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل نادانوں کی خواہشوں پر۔

مؤمن کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے نزاعات میں رسول اللہ ﷺ کو حاکم تسلیم کرے اور ان کے فیصلوں کے سامنے بہ رضا و رغبت سر تسلیم خم کردے اور شرعی قاضی اللہ اور رسول اللہ ہی کا نمائندہ ہوتا ہے، اسے من مانے فیصلے کا اختیار نہیں ہے بلکہ وہ اسی کا مکلّف ہے کہ زیر فیصلہ مقدمہ میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو ظاہر اور نافذ کرے۔

فـلا وربك لا يـؤمـنـون حتى يـحـكـموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجاً مـما قضيت ويسـلـموا تسليماً (نساء-۶۵)

سو قسم ہے تیرے رب کی، وہ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھکو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔

جب مسلمانوں کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں کی طرف بلایا جائے تو ان کا طریقہ بس یہی ہونا چاہئے کہ سمع وطاعت کا اظہار کریں اور اس پر عمل کریں یہی ان کے لئے فلاح کا راستہ ہے۔

إمـا كـان قـول الـمؤمنين إذا دعـوا إلى الـلـه ورسـولـه لـيـحـكـم بيـنـهـم إن يـقـولـوا سـمـعـنا واطعنا واولئك هم المفلحون (سورۂ نور-۵۱)

ایمان والوں کی بات یہی ہے کہ جب بلایئے ان کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان کے درمیان تو کہیں کہ ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور یہی لوگ فلاح والے ہیں۔

اللہ تعالی کی اتاری ہوئی شریعت کو فیصلہ کی بنیاد نہ بنانا سخت وعید کا موجب ہے، اس طریقہ کو قرآن نے کہیں کفر، کہیں ظلم اور کہیں فسق سے تعبیر کیا ہے۔

ومـن لـم يـحـكـم بما أنزل الله فـاولـئـك هـم الـكـافـرون. (مائدہ۔۴۴)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں کافر۔

ومـن لـم يـحـكـم بما أنزل الـلـه فاولئك هم الظالمون. (مائدہ۔۴۵)

اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں ظالم۔

ومن لم يحكم بما أنزل الله فاولٰئک هم الفاسقون. (مائدہ۔۴۷)	اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں نافرمان۔

ایک طرف ایمان کا دعوی اور دوسری طرف اللہ ورسول کے قوانین سے گریز کی قرآن نے سخت مذمت کی ہے۔

ألم تر الى الذين يزعمون أنهم آمنوا بما أنزل إليک وما أنزل من قبلک يريدون أن يتحاكموا إلى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان أن يضلهم ضلالاً بعيداً. (نساء۔٦٠)	کیا تو نے دیکھا، جو دعوی کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف اور جو اترا تجھ سے پہلے، چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف حالاں کہ حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ ان کو بہکا کر دور جا ڈالے۔
وذا دعوا إلى الله ورسوله ليحكم بينهم إذا فريق منهم معرضون (نور۔۴۸)	اور جب ان کو بلایئے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان کا آپسی قضیہ چکادے تب ہی ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے لگتا ہے۔

غیر مسلم ممالک میں نظام قضاء کا قیام:

اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی اور باہمی نزاعات میں قانون الٰہی کو فیصل قرار دینے کا مطالبہ صرف ان مسلمانوں سے نہیں ہے جو مسلم اکثریتی

ممالک میں آباد ہوں بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں سے خواہ وہ کسی بھی ملک اور خطۂ ارض میں رہتے ہوں خواہ وہ اکثریت میں ہوں یا اقلیت میں، اس لئے ہر ملک کے مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے نزاعات کا فیصلہ اور تصفیہ کرانے کے لئے نظام قضاء قائم کریں اور قاضی کے فیصلوں کو بسر وچشم تسلیم کریں، مسلمانوں کا جذبہ ایمانی اور قانون شریعت کا احترام وہ زبردست قوت ہے، جو مادی قوت سے محروم ہونے کے باوجود مسلم سماج اسلامی شریعت کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے، سیدنا عمر فاروقؓ نے اہم ترین مکتوب میں سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ کو تحریر فرمایا کہ قضاء محکم فریضہ اور قابل تقلید سنت ہے۔

مسلمانوں کی زندگی میں خاص کر ان کے معاشرتی مسائل میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ قاضی ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر حرمت مصاہرت کی صورت پیدا ہوجائے یا نکاح کے بعد رضاعت کا علم ہو اور ان دونوں صورتوں میں شوہر ازدواجی تعلقات ختم کرنے پر تیار ہو یا عورت خیار بلوغ کا حق استعمال کرنا چاہے یا مفقود الخبر شخص کی بیوی اپنا نکاح ختم کرنا چاہے تو ان تمام شکلوں اور ان کے علاوہ کچھ دوسری شکلوں میں بھی اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں کہ قاضی کا فیصلہ حاصل کیا جائے ورنہ معاشرہ بدترین گناہوں کا گھر بن جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں قضاء کا قیام ایک ناگزیر ضرورت قرار پاتا ہے جس کے بغیر شریعت کا قیام ممکن نہیں اسی لئے ہر مسلم معاشرہ پر نظام قضاء کا قیام فرض اور ضروری ٹھہرا۔

دور حاضر میں مسلمانوں کی کم از کم ایک تہائی تعداد ان ملکوں میں آباد ہے جہاں زمام اقتدار دوسروں کے ہاتھ میں ہے اور مسلمان اقلیت کی حیثیت میں وہاں

آباد ہیں ان میں سے بعض ممالک (مثلاً ہندوستان) کے مسلمانوں کی تعداد بہت سے مسلم اکثریتی ممالک کے مسلمانوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، کیا مسلمانوں کی اتنی غیر معمولی تعداد کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ لوگ اسلام کے عدالتی نظام کی خوبیوں اور برکتوں سے محروم رہیں اور اپنے نزاعات کا تصفیہ کرنے کے لئے قضائے شرعی کا نظام قائم نہ کریں، جس شخص کی بھی کتاب وسنت، مقاصد شریعت اور فقہاء کی تصریحات پر نظر ہوگی وہ بلا تامل یہی جواب دے گا کہ اسلام کے نظام عدل سے محرومی اور نظام قضاء سے روگردانی کسی ملک کے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

موجودہ حالات کا تقاضہ:

ہندوستان کے موجودہ حالات اس بات کا شدت سے تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند اتحاد کلمہ کے بنیاد پر مسالک اور فرقوں سے اوپر اٹھ کے پورے ملکی پیمانے پر مضبوط شرعی تنظیم اور منضبط نظام قضاء، قوانین شرع کی روشنی میں جلد از جلد قائم کرلیں، پورے ملک میں دارالقضاء کا جال بچھادیں تاکہ ہمارے جھگڑے (خصوصاً عائلی تنازعات) اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق فیصل ہوا کریں، ہمارے ستم رسیدہ مظلوم طبقات وافراد (خصوصاً عورتوں) کو آسانی کے ساتھ کم سے کم خرچ میں حق وانصاف مل سکے اور ہندوستان کے موجودہ حالات میں اسلام کے عائلی قوانین (مسلم پرسنل لا) کو جو خطرات درپیش ہیں انھیں دفع کرنے میں ہمیں کامیابی مل سکے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے کاموں اور اجلاسوں میں دارالقضاء کے قیام کو خصوصی اہمیت دی، بورڈ کے اجلاس کلکتہ ۱۹۸۵ء، اجلاس جے پور ۱۹۹۳ء، اجلاس حیدرآباد ۲۰۰۲ء، اجلاس مونگیر ۲۰۰۳ء میں دارالقضاء کی بابت جامع تجاویز منظور کی گئیں، ذیل میں اجلاس مونگیر کی تجویز کا متن نقل کیا جاتا ہے۔

مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ان پر واجب ہے کہ اپنے باہمی نزاعات میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کریں اور شرعی طریقہ پر اپنے مسائل کو سلجھائیں، اسی لئے اپنے باہمی معاملات کو حل کرنے کے لئے نظام قضاء کا قیام مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے، اور اسلامی شریعت کے تحفظ کی مثبت اور عملی کوشش بھی ہے، اسی پس منظر میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ شروع ہی سے نظام قضاء کے قیام کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرتا رہا ہے، پھر اجلاس جے پور ۱۹۹۳ء میں اس کام کو منظم کرنے کی غرض سے باضابطہ تجویز منظور کی گئی تھی، اور کنوینر کی تعیین بھی عمل میں آئی تھی، بحمد اللہ اس کے بعد اس کام میں مزید پیش رفت ہوئی ہے، لیکن نظام قضاء کی اہمیت اور اس ملک کی وسعت کے پس منظر میں ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ بورڈ کے زیر نگرانی ایک تحریک اور مہم کے طور پر اس کام کے دائرہ کو وسیع کیا جائے، ملک کی تمام ریاستوں اور ریاست کے اہم اضلاع اور شہروں میں اسے وسعت دی جائے اور خود مسلمانوں میں بھی شرعی نقطۂ نظر سے نظام قضاء کی اہمیت، سماجی اعتبار سے اس کی افادیت اور سماجی زندگی میں جو ناانصافیاں شریعت اسلامی سے غفلت کی وجہ سے درآئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اس نظام کی ضرورت کو واضح کیا جائے۔

اس مقصد کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس:۔

(۱) تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو احکام شریعت کا پابند بنائیں، اسلام میں سماجی وخاندانی زندگی میں جن جن لوگوں کے حقوق متعین کئے گئے ہیں ان کو ادا کرنے میں کسی کوتاہی سے کام نہ لیں، اور اگر کسی معاملہ میں کوئی اختلاف ونزع پیدا ہوجائے تو دارالقضاء اور شرعی پنچایت سے رجوع کریں اور جو وہاں سے فیصلے ہوں اس کے سامنے سرتسلیم خم کردیں کہ اس میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی بھلائی بھی ہے اور مالی گرانباری سے ان کی حفاظت بھی۔

(۲) خوشی کی بات ہے کہ ملک کے مختلف علاقوں میں منعقد بڑی دینی درس گاہوں نے اپنے یہاں تربیت قضاء کا کورس شروع کیا ہے، لیکن اس وسیع وعریض ملک کی ضرورت کے لحاظ سے ابھی بھی یہ تعداد ناکافی ہے، اس لئے یہ اجلاس ملک کی بڑی دینی جامعات کے ذمہ داروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے یہاں امور قضاء سے متعلق تعلیم اور عملی تربیت کا نظم کریں تاکہ ہرجگہ حسب ضرورت تربیت یافتہ قضاۃ مہیا ہوسکیں۔

(۳) بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں کی مذہبی جماعتوں اور تنظیموں، دینی درسگاہوں کے ذمہ داروں، علماء ومشائخ اور دانشوروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملک ومشرب سے بالاتر ہوکر امت کے اس اجتماعی فریضہ کی ادائیگی میں بھرپور

تعاون دیں، تحفظ شریعت کی اس عملی مثبت کوشش میں پوری سرگرمی کے ساتھ شریک ہوں اور اپنے تعاون کے ذریعہ اس کو تقویت پہنچائیں۔

(۴) اس کام کو ملک گیر سطح پر وسعت دینے ان کو باہم منظم ومضبوط کرنے کے لئے محترم صدر بورڈ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کام کے لئے ایک کمیٹی اور کنوینر متعین کریں جو بورڈ کے زیرنگرانی حسب ضرورت اہم علاقوں اور شہروں میں نظام قضاء کے قیام کی عملی جدوجہد کرے، اور ان کو باہم مربوط کرنے کی سعی کرے۔

الحمد للہ ہندوستان کے بعض صوبوں (خصوصاً صوبہ بہار، اڑیسہ اور جھارکھنڈ) میں کافی طویل مدت سے مضبوط بنیادوں پر دارالقضاء قائم ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک پر خود بورڈ کی نگرانی میں مختلف صوبوں میں داالقضاء قائم ہوئے، جو کامیابی اور خوش اسلوبی سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں، اور سماج پر ان کے بہتر اثرات مرتب ہو رہے ہیں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جو ہندوستانی مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم اور معتمد ترین ادارہ ہے اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قضاء کے نظام کو کل ہند پیمانے پر وسعت دی جائے اور تمام صوبوں اور اہم مقامات میں قاضی مقرر کئے جائیں جو مسلمانوں کے تمام نزاعات خصوصاً عائلی جھگڑوں کا تصفیہ کریں اور مسلمانوں کے اندر اسلامی قوانین واحکام پر عمل آوری کا جذبہ پیدا کریں۔

اجلاس مونگیر (مارچ ۲۰۰۳ء) کے فیصلہ کے مطابق صدر بورڈ نے

دارالقضاء کمیٹی تشکیل کی اور کنوینر نامزد کیا، اور اجلاس عاملہ (۶/۵ اپریل ۲۰۰۳ء) نے اس کی توثیق کی، اس کمیٹی نے الحمدللہ اپنا کام شروع کردیا ہے، لیکن اس کام میں کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب تمام ارکان بورڈ، علماء، ائمہ مساجد اور اہل فکر ودانش اس کام میں بھرپور تعاون کریں، خصوصاً علماء اور ائمہ مساجد اپنی تقریروں اور خطبوں کے ذریعہ مسلمانوں کا یہ مزاج بنائیں کہ وہ اپنے نزاعات خصوصاً عائلی تنازعات دارالقضاء میں لائیں اور قاضی کے فیصلوں کو بہ سروچشم تسلیم کریں۔

امید ہے کہ تمام مسلمان خصوصاً علماء، ائمہ، ماہرین قانون اور سماج کے بااثر افراد اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی میں مسلم پرسنل لا کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں گے۔